20- سُوْرَةُ طٰـهٰ

آیات : 135 ...... مَكِّيَّة ...... پیراگراف : 7

مرکزی مضمون :

مسلمانو ! حضرت موسیٰؑ کی زندگی کے نشیب وفراز سے سبق لے کر ، قرآن کے سائے میں ، ابلیس کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے وقت کے فرعون کا صبر واستقامت سے مقابلہ کرو !

پہلا پیراگراف — آیات: 1تا8 — رسول اللہ ﷺ سے خطاب اور تسلی

دوسرا پیراگراف — آیات: 9تا47 — موسیٰؑ سے اللہ کی ہمکلامی اور ہدایات

تیسرا پیراگراف — آیات: 48تا79 — فرعون کے دربار میں دعوت اور انجام

چوتھا پیراگراف — آیات: 80تا98 — خروج کے بعد کے حالات اور فتنہ سامری

پانچواں پیراگراف — آیات: 99تا114 — رسول اللہ ﷺ سے خطاب ، احوال قیامت

چھٹا پیراگراف — آیات: 115تا129 — قصہ آدم و ابلیس اور قانون جزا وسزا

ساتواں پیراگراف — آیات: 130تا135 — صبر کی تلقین اور تسلی کی ہدایات

زمانۂ نزول اور پسِ منظر

1- سورت ﴿ طٰهٰ ﴾، سورت ﴿ مَرْيَم ﴾ کے بعد ہجرتِ حبشہ (رجب 5 نبوی) سے پہلے اور ذوالحجہ 6 نبوی کے درمیان کسی وقت نازل ہوئی۔ حضرت عمرؓ کی بہن کے پاس سورۃ ﴿ طٰهٰ ﴾ لکھی ہوئی تھی، جس سے متاثر ہو کر وہ ذوالحجہ 6 ہجری میں مسلمان ہوئے۔

اس مرحلے پر سورت ﴿ طٰـهٰ ﴾ کے نزول کا مقصد، قریش کو رسالت کے مقصد اور طریقۂ کار کو سمجھانا اور حضرتِ موسیٰؑ کی زندگی سے نوجوان صحابہؓ کی تربیت کرنا تھا۔ علاوہ ازیں قرآن کی دعوتِ توحید و آخرت کی حقانیت پر قریش کے عقل مندوں ﴿ أُولِي النُّهٰى ﴾ کو قائل کرنا تھا (آیات 54,128)۔

2- آیت: 114 غالباً آغازِ نبوت کے فوراً بعد نازل ہوئی، جب آپ ﷺ دورانِ وحی جلد از جلد قرآن یاد کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

3- مشرکینِ مکہ کی قیادت کو بتایا گیا کہ اُن کے طاغوتی رویے بھی فرعون جیسے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح توحید، آخرت اور نماز ہی کی دعوت دی تھی اور قرآن کی یہ دعوت بھی اللہ کی معرفت اور آخرت کی معرفت کے لیے ہے۔ اس سے ﴿ إِعراض ﴾ (آیات 100، 124) کا انجام بھی فرعون اور اُس کے لشکروں کی طرح دنیا اور آخرت کی رسوائی کی صورت میں ہوگا۔

سورۃ طٰـهٰ کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿ مریم ﴾ میں عیسائیوں کو قائلِ توحید کرنے کے لیے ﴿ حضرتِ عیسیٰؑ ﴾ کی زندگی سے استدلال تھا۔ اس سورت ﴿ طٰـهٰ ﴾ میں یہودیوں کو قائل کرنے کے لیے ﴿ حضرتِ موسیٰؑ ﴾ کی زندگی سے استدلال ہے، اہلِ کتاب میں دعوت و تبلیغ کے لیے سامانِ تربیت دونوں سورتوں میں موجود ہے، جو کہ ہجرتِ حبشہ سے پہلے مطلوب تھا۔

2- اگلی سورت ﴿ الانبیاء ﴾ میں ﴿ سولہ (16) انبیاء ﴾ کی تاریخ اور ان کے کردار اور ان کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی رسول اللہ ﷺ کو حضرت ابراہیمؑ کی میراث کا وارث اور ﴿ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن ﴾ ثابت کر کے دنیا کو آخری رسول ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

1- قرآن کا تعارف سورۃ ﴿ طٰـهٰ ﴾ کے آغاز میں بھی ہوا ہے اور اختتام پر بھی۔

(a) قرآن بوجھ نہیں ہے۔ ﴿ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴾ (آیت: 2)

(b) قرآن، اہلِ خشیت کے لیے یاد دہانی اور نصیحت ہے ۔ ﴿ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴾ (آیت:3)

(c) عربی زبان میں قرآن کی تنزیل اور وعید کی ﴿تصریف﴾ کا مقصد ﴿غضب﴾ سے بچانا اور غور وفکر کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔

﴿وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا﴾ (آیت:113)

(d) قرآن سے ﴿اعراض﴾ کی سزا ،روزِ قیامت کی رسوائی ہے ، وہ ایک بھاری بوجھ اُٹھائیں گے۔

﴿ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴾ (آیت100)۔

(e) قرآن سے ﴿اعراض﴾ کی سزا ،دنیا میں معیشت کی تنگی کی صورت میں ظاہر ہوگی اور قیامت کے دن اُنہیں اندھا بنا کر اُٹھایا جائے گا۔(آیت:124)

﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴾

2- اثباتِ توحید ﴿ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ کے سلسلے میں دو(2) آیات اہم ہیں۔

(a) قرآن کی دعوت کا مقصد، اثباتِ توحید اور صفاتِ حسنٰی کی اشاعت ہے۔

﴿ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ﴾ (آیت:8)

(b) اللہ ہی ﴿اِلٰہ﴾ ہے، اُسی کی عبادت کرنی چاہیے۔﴿اِنَّنِيْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا ، فَاعْبُدْنِيْ﴾ (آیت:14)۔

3- اللہ کے ذکر اور اُس کی یاد کے قیام کے لیے ہی نماز قائم کرنی چاہیے۔

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ (آیت:14)

4- ﴿اُولِي النُّهٰى﴾ عقل مند لوگ:

(a) ﴿اُولُوا النُّهٰى﴾ عقل مند لوگ جامع توحید (یعنی توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات) کے قائل ہوتے ہیں۔(آیت54)

حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ پچھلے لوگوں کے بارے میں علم ،میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے، نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے، نہ بھولتا ہے۔اُسی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے چلنے کے لئے راستے بنائے ہیں اور آسمان سے پانی بھی وہی برساتا ہے، پھر بارش کی وجہ سے ہم مختلف قسم کی پیداوار حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا اس پیداوار سے خود ہمیں بھی استفادہ کرنا چاہیے اور اپنے جانوروں کو بھی کھلانا چاہیے۔

یقیناً اس میں ﴿ اُولِي النُّهٰى﴾ عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں اور دلائل ہیں۔

(b) ﴿ اُولُوا النُّهٰی ﴾ یعنی عقل مند لوگ، ہلاکتِ اقوام کی تاریخ اور آثار سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔

﴿ اَفَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ ، یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ، اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴾ (آیت 128)

سُورۃُ طٰـهٰ کا نظمِ جلی

سورۃ طٰـهٰ سات (7) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 8: پہلے پیراگراف میں، رسول اللہ ﷺ سے خطاب کر کے انہیں تسلی دی گئی ہے۔نزولِ قرآن کے مقاصد بیان کر کے ﴿ قرآن اور اللہ تعالیٰ کا تعارف ﴾ بیان کیا گیا ہے۔

قرآن ایک نصیحت ﴿ تذکرہ ﴾ ہے ، بوجھ نہیں۔اللہ کی تنزیل ہے۔اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور اُن کے درمیان کی تمام چیزوں کا مالک ہے۔جہری اور سری قول کو جان لیتا ہے۔اُس کے علاوہ کوئی ﴿ اِلٰہ ﴾ نہیں۔حسین و جمیل صفات پر مشتمل اُس کے حسین و جمیل نام ﴿ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ﴾ ہیں۔

2- آیات 9 تا 47: دوسرے پیراگراف میں، حضرت موسیٰؑ سے ﴿ اللہ تعالیٰ کی پہلی گفتگو ﴾ اور ابتدائی ہدایات کی تفصیل بیان کی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنی ﴿ توحید ﴾ کا ذکر کیا،اس کے بعد اپنی ﴿ عبادت ﴾، ﴿ ذکر ﴾ اور ﴿ نماز ﴾ کا حکم دیا۔

﴿ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا ، فَاعْبُدْنِیْ ، وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴾ (آیت:14)۔

پھر قیامت کی حقانیت ثابت کر کے ﴿ قیامت کا مقصد ﴾ بیان کیا۔

﴿ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا ، لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی ﴾ (آیت:15)

پھر حضرت موسیٰؑ اور ان کے بھائی کو دلائل کی روشنی میں دعوت پہنچانے کا حکم دیا اور ذکر میں سستی نہ کرنے کی ہدایت کی۔

3- آیات 48 تا 79: تیسرے پیراگراف میں ﴿ فوجی ڈکٹیٹر فرعون کے دربار میں ﴾ حضرت موسیٰؑ کی دعوت اور پھر اس کے ساتھ مستقل کشمکش کی داستان بیان کر کے فرعون اور اس کی فوج کی ہلاکت کے سچے واقعات نقل کیے گئے۔

﴿ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ یٰمُوْسٰی ﴾ (آیت:57)

فرعون کہنے لگا: ''اے موسیٰ! کیا تو اسی لئے آیا ہے کہ ہمیں اپنے جادو کے زور سے ہمارے ملک سے باہر نکال دے۔''

﴿ فَتَوَلّٰی فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَیْدَهٗ ثُمَّ اَتٰی ﴾ (آیت:60)

پھر فرعون پلٹا اور اس نے اپنے ہتھکنڈے جمع کیے، پھر (مقابلے پر) آ گیا۔

﴿ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیْدٰنِ اَنْ یُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَیَذْهَبَا

بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴾ (آیت:63)

فرعون کے معاونین کہنے لگے: "یہ دونوں محض جادوگر ہیں اور ان کا پختہ ارادہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کریں اور تمہارے بہترین مثالی نظام کو برباد کریں۔"

فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو شکست دینے کے لیے جادوگر جمع کیے۔ انہوں نے اپنی رسیاں اور ڈنڈے پھینکے۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی پھینکی۔ اللہ کے معجزے کے آگے جادوگروں کا جادو نہ چل سکا۔ پھر سارے جادوگر سجدے میں گر گئے اور دربار میں علی الاعلان کہہ دیا کہ ہم ہارونؑ اور موسیٰؑ کے رب پر ایمان لائے۔

﴿فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴾ (آیت:70)۔

فرعون جادوگروں کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھتا تھا۔ وہ غضب ناک ہوا کہ تم میری اجازت کے بغیر کس طرح مسلمان ہو گئے اس نے انہیں تعذیب کے ساتھ قتل کی دھمکی دی۔ اس موقع پر اسلام قبول کرنے والے نومسلم جادوگروں نے بے مثال جرأت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ (آیت: 71)۔

جادوگروں نے فرعون سے صاف کہہ دیا: "جو فیصلہ کرنا چاہتا ہے کر لے" ﴿فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ﴾۔

عقیدے اور عمل کا تزکیہ حاصل کرنے والوں کے لیے جنت کی بشارت دی گئی۔

﴿وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴾ (آیت:76)۔ پھر فرعون اور اس کی فوجوں کے غرق کیے جانے کا ذکر کیا گیا۔

4- آیات 80 تا 98: چوتھے پیراگراف میں مصر کی سرزمین سے بنی اسرائیل کے خروج (Exodus) کے بعد کے حالات اور ﴿فتنۂ سامری﴾ کا ذکر کیا گیا۔

سامری نے لوگوں کے زیورات سے ایک بچھڑا بنایا۔ لوگوں کو دھوکہ دیا کہ یہ تم لوگوں کا بھی خدا ہے اور حضرت موسیٰؑ کا بھی خدا ﴿اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ﴾ (آیت:89) حضرت ہارونؑ نے انہیں ہر چند سمجھایا، لیکن وہ فتنے میں گرفتار ہو گئے۔

5- آیات 99 تا 114: پانچویں پیراگراف میں رسول اللہ ﷺ سے خطاب کر کے احوالِ قیامت بیان کیے گئے۔

پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ ﴿فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ٥ لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴾

قرآن کو نازل کرنے والی ہستی برحق بادشاہ یعنی ﴿الْمَلِكُ الْحَقُّ﴾ کی ہے، جو بلند و برتر ہے۔

6- آیات 115 تا 129: چھٹے پیراگراف میں ﴿قصۂ آدم و ابلیس﴾ نقل کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قانونِ جزا و سزا کی وضاحت کی گئی ہے۔

ابلیس بنی آدم کا دشمن ہے۔ وہ فرعونوں کا دوست ہوتا ہے۔ ہر نبی اور رسول کی تعلیمات میں رکاوٹ ہے، قرآن سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن جو لوگ قرآن کی دعوت سے اعراض کریں گے، ان کے لیے دنیا میں معیشت کی تنگی اور آخرت کا عذاب بھی ہے، انہیں روزِ قیامت اندھا بنا کر اٹھایا جائے گا۔ (آیت:124)۔

﴿ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِی فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ﴾

7- آیات 130 تا 135: ساتویں اور آخری پیراگراف میں بھی، پہلے پیراگراف کی طرح رسول اللہ ﷺ کو مشرکینِ مکہ کے فرعونی اور طاغوتی رویوں کے خلاف ﴿ صبر اور نماز کی تلقین ﴾ کے ساتھ تسلی اور ﴿ روشن مستقبل ﴾ کی بشارت دی گئی ہے۔

دنیا کی زینت کی طرف (جو دوسروں کو دی گئی ہے) آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھنے کی ہدایت کی گئی۔

﴿ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی ○ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا ﴾

(آیت: 131، 132)۔

آخر میں تسلی اور دھمکی دی گئی کہ ہر شخص انتظار کر رہا ہے۔ آپ ﷺ بھی انتظار کیجئے۔ بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کون صحیح ہے اور کون غلط؟ مستقبل قریب میں صراطِ مستقیم پر چلنے والے نمایاں ہوتے جائیں گے۔

مسلمانوں کو حضرت موسیٰؑ کی دعوتی زندگی سے سبق لے کر، قرآن کے سائے میں، ابلیس کا مقابلہ کرتے ہوئے صبر و استقامت کے ساتھ اپنے وقت کے فرعون کا مقابلہ کرنا چاہیے۔